Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 3 Issue 2, Fall 2023
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

عصرِ حاضر کے ریاستی آئین سے متعلق رہنما قرآنی مبادیات

Title: **Quranic Fundamentals Regarding Contemporary State Constitution**

Author (s): Ghulam Rasool Zahid[1], Hafiz Liaqat Ali[2]

Affiliation (s): [1]Addl IG Police Service of Pakistan, Islamabad, Pakistan
[2]University of the Punjab, Lahore, Pakistan

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.32.03

History: Received: August 22, 2023, Revised: October 11, 2023, Accepted: October 26, 2023, Published: December 26, 2023

Citation: Zahid, Ghulam Rasool and Hafiz Liaqat Ali. "Guiding Quranic Fundamentals Regarding Contemporary State Constitution." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 3, no. 2 (2023): 27–42. https://doi.org/10.32350/mift.32.03

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

عصرِ حاضر کے ریاستی آئین سے متعلق رہنما قرآنی مبادیات

Guiding Quranic Fundamentals Regarding Contemporary State Constitution

Ghulam Rasool Zahid *

Addl IG Police Service of Pakistan, Islamabad, Pakistan.

Hafiz Liaqat Ali

University of th Punjab, Lahore, Pakistan.

Abstract

Constitution is the superior most legal document containing guiding principles for legislation and fundamental laws of the state. It is most reliable source of regulating affairs of state institutions, society and citizens. The Constitution is the most effective vigilance instrument for keeping the discretionary powers of the rulers and holding them responsible and accountable. It is the most authentic guarantee for protection of fundamental human rights. The prescriptive nature of Constitution makes it representative of democratic aspirations of the public, expressed through popular mandate. The holy Quran is the foundational basis of Constitution in a Muslim state, founded to fulfill the aspirations of adherents of Islam. The most prominent Quranic principles for Constitution making include the belief that sovereignty belongs to Allah almighty alone and obedience to the holy Prophet (PBUH) is obligatory in all affairs of the state. The raison d'être of a principled Islamic state, amr bil maroof and nahi anil munkir, is never to be ignored or disregarded. The principles of mutual consultation and coordination, entrustment of key positions to eligible individuals and protection of fundamental human rights are the hallmarks of Constitution. Treaty of Madina in the first Muslim state founded by Prophet Muhammad (PBUH) is the pragmatic manifestation of these divine principles.

Keywords: Constitution, characteristics, the holy Quran, sovereignty of Allah, obedience of Prophet, consultation, eligibility, fundamental rights, Treaty of Madina

۱. تمہید

آئین دراصل کسی بھی قوم یا ریاست کے اُن بنیادی قوانین اور رہنما اصولوں پر مشتمل دستاویز ہے جس میں ریاست اور شہریوں کے حقوق و فرائض کا تعین کیا جاتا ہے۔ آئین یا دستور کے ذریعے قومی اُمنگوں اور مِلّی نظریے کی عکاسی ہوتی ہے۔ آئین کے مشمولات عوامی جذبات واحساسات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ملک کے دوسرے تمام قوانین اسی سرچشمے سے پھوٹتے ہیں اور یہی وہ بالاتر قانون ہے جو دوسرے تمام ملکی قوانین اور قواعد وضوابط کا رُخ متعین کرتا ہے۔ آئین کو ایک خاص طرح کی تقدیس اور اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی بنا پر آئین سازی یا آئین میں ترمیم کا طریقہ کار بہت پیچیدہ ہوتا ہے جس میں ایک مخصوص تناسب کی اکثریت سے مقننہ کے دونوں ایوانوں اور سربراہ مملکت کی منظوری لازمی ہوتی ہے۔ یہ وہ بنیادی دستاویز اور وہ اساسی عمرانی معاہدہ ہے جو ریاست کو اُس کے وجود، افعال اور حقوق وفرائض کا جواز عطا کرتا ہے۔ آئین ریاست کے شہریوں کو حقوق کا تحفظ فراہم کرتا ہے اور اُن کی ذمہ داریوں کا تعین کرتا ہے۔

*Corresponding author: Dr Ghulam Rasool Zahid at grzahid۲۰۰۲@yahoo.com

۲.   آئین کی اصطلاح اور اس کی تعریف

آئین کے لیے عربی لفظ دستور اور انگریزی لفظ Constitution ہے۔ فارسی زبان میں آئین کے معنی ہیں قانون، قاعدہ، ضابطہ، دستور العمل، شاستر، شرع، دستور، ترتیب، درستی، زیب، آرائش۔[۱]

آئین کی تعریف کرتے ہوئے علامہ محمد بن احمد الخفاجی المصری لکھتے ہیں:

"الدستور بضم الدال فارسي معرب ومعناه الوزير الكبير الذي يرجع إليه في الأمور، وأصله الدفتر الذي يجمع فيه قوانين المالك وضوابطه، فسمي به الوزير، لأن ما فيه معلوم له، أو لأنه مثله في الرجوع إليه، أو لأنه في يده، أو لأنه لا يفتح إلا عنده"۔[۲]

"دستور، دال کی پیش کے ساتھ، فارسی زبان سے معرب ہو کر آیا ہے۔ اس کا معنیٰ ہے بڑا وزیر، جس کی طرف جملہ امور لوٹتے ہیں۔ دراصل یہ وہ دستاویز ہے جس میں کسی ریاست کے قوانین و ضوابط جمع کیے جاتے ہیں۔ وزیر کو دستور کا نام اس لیے دیا گیا کہ جو کچھ اس مسودے میں ہوتا ہے، وہ اسے معلوم ہوتا ہے یا رجوع کرنے میں قانون کی کتاب اور وزیر برابر ہوتے ہیں یا وہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے، یا وہ اس کے سامنے ہی کھلتا ہے"۔

نیو آکسفورڈ امریکن ڈکشنری کے مطابق آئین کی تعریف کچھ یوں ہے:

"A Constitution is an aggregate of fundamental principles or established precedents that constitute the legal basis of a polity, organization or other type of entity and commonly determines how their entity is to be governed".[۳]

آئین ان بنیادی اصولوں اور مسلمہ نظائر کا مجموعہ ہوتا ہے جو کسی سیاسی نظام، تنظیم یا کسی دیگر نوع کی معاشرتی ہیئت کی قانونی اساس کی تشکیل کرتا ہے اور عمومی طور پر اس امر کا تعین کرتا ہے کہ اس معاشرتی ہیئت پر حکومت کس طور ہو گی۔

اس سے بداہتہً یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ دراصل آئین ہی ریاست کے مزاج، اُس کے مقاصد اور نصب العین کا تعین کرتا ہے۔ یہ صرف طرزِ حکومت اور ریاستی اداروں کے خدوخال ہی واضح نہیں کرتا بلکہ قومی نقطۂ نظر اور ملّی نظریے کی بھی وضاحت کرتا ہے۔

۲.۱   آئین کے اوصاف و خصوصیات

عہدِ حاضر میں آئین کے تصور کی تفہیم کے لیے اس کے چند اوصاف اور خصوصیات کو پیشِ نظر رکھنا لازم ہے۔

---

[۱] ۔ دہلوی، سیّد احمد، مولوی، متوفی ۱۳۳۶ھ، **"فرہنگ آصفیہ"** (لاہور: مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، ۱۹۷۴ء)، ج:۱، ص:۳۵۵

[۲] ۔ أحمد بن محمد الخفاجي المصري، متوفی ۱۰۶۹ھ، **"شرح درة الغواص في أوهام الخواص"** (بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء)، ج:۱، ص:۲۹۶

۳. The New Oxford American Dictionary, ۲nd edition, Oxford University Press, Oxford, ۲۰۰۵.

اول یہ کہ دراصل آئین ایک بالاتر قانونی دستاویز کا نام ہے۔ یہ قانون کی عمل داری، انصاف کی حکمرانی اور حکومت کے قوانین و قواعد پر عمل درآمد کو یقینی بناتا ہے اور متعلقہ طریقہ ہائے کار کے بارے میں آگاہی دیتا ہے۔

ایلیٹ ڈبلیو بلمر (Elliot W. Bulmer) لکھتا ہے:

"It is the supreme law of the land, and it provides the standards that ordinary statutes have to comply with".[۴]

یہ ملک کا بالاترین قانون ہوتا ہے اور یہ وہ معیارات فراہم کرتا ہے جن کی پیروی عمومی قوانین پر لازم ہوتی ہے۔

دوم یہ کہ آئین دراصل معاشرے کو منضبط کرنے اور نظام میں ڈھالنے کا نام ہے۔ آئین کی ٹھوس دفعات، بالخصوص وہ دفعات جو سماجی و معاشی حقوق، ثقافتی ولسانی پالیسی یا تعلیم کی حدود کا تعین کرتی ہیں اسی زُمرے میں آتی ہیں۔[۵]

سوم یہ کہ آئین طاقت کو انصاف کے تابع اور صوابدید کو ضابطے کے تحت کرتا ہے۔ طاقت اور انصاف کے اس باہمی امتزاج کے حوالے سے لٹز (Lutz) لکھتا ہے:

"A constitution marries power with justice".[۶]

ایک دستور طاقت کو انصاف کے ساتھ باندھ دیتا ہے۔

چہارم یہ کہ طاقت کو انصاف کے تابع کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ آئین شہریوں کے حقوق اور آزادیوں کا بلالحاظ و امتیاز تحفظ کرتا ہو۔ اس تحفظ میں پسماندہ اور محروم طبقوں سے لے کر اقلیتوں اور معاشی طور پر کمزور گروہوں تک کے تمام افراد شامل ہوں۔ گورڈن سکاٹ (Gordon Scott) اس تناظر میں بیان کرتا ہے کہ سیاسی ڈھانچے اُسی حد تک آئینی ہوتے ہیں کہ:

"They contain institutionalized mechanisms of power control for the protection of the interests and liberties of the citizentry, including those who may be in the minority".[۷]

یہ اپنے شہریوں بشمول اقلیت کے مفادات اور آزادیوں کے تحفظ کے لئے طاقت کو منضبط کرنے والے ادارہ جاتی میکانزم کا حامل ہوتا ہے۔

۳. عہدِ حاضر کی جدید سیاسی اصطلاحات کا مخصوص تناظر

عہدِ حاضر کی جدید ریاست کے لئے جو اصطلاحات (terms) رائج ہیں بعض اوقات وہ آئین اور نفاذِ آئین کے حوالے سے ابہام پیدا کرتی ہیں۔ جمہوریت اور شورائیت کا مغربی تصور ایک خاص تاریخی پسِ منظر رکھتا ہے جو صرف یورپ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کی جڑیں اور برگ وبار

---

۴. Bulmer, Elliot W, "What is a constitution? Principles and Concepts", Idea Institute for Democracy and Electoral Assistance, Stockholm, Sweden,۲۰۱۴, P.۳

۵. Lutz, Donald, S, "Principles of Constitutional Design", Cambridge University Press, Cambridge, ۲۰۰۶, P.۱۶-۱۷

۶. Ibid, P:۱۷

۷. Gordon Scott, "Controlling the State: Constitutionalism from Ancient Athens to Today", Harvard University Press, Harvard ۱۹۹۴, P.۴

یورپ کی نشاۃِ ثانیہ (renaissance) اور تحریکِ اصلاح (reformation) کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ مذہبی ہٹ دھرمی اور ملوکانہ استبداد کے ردِّ عمل سے جنم لینے والی ان تحریکوں کا بنیادی مقصد فرد کی بے لگام آزادی، فرائض کی انجام دہی سے گریز اور تحفظِ حقوق پر یک طرفہ، غیر متوازن اور بے جا اصرار ہے۔

چونکہ عہدِ جدید کا انسان ان اصطلاحات سے مانوس ہو چکا ہے اور جمہوریت، شخصی آزادی، انسانی حقوق اور کثرتِ رائے جیسے پر کشش نعروں کو ایک خاص پس منظر اور تناظر میں دیکھتا ہے اس لئے جب تک وہ اِن پہلے سے بنائے گئے تصورات (pre conceived notions) سے دامن چھڑا کر بے تعصب اور بے لاگ طریقے سے حقیقتِ نفس الامری کا جائزہ نہیں لے گا اُس پر سچائی واضح نہیں ہو سکے گی۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جسے نہ سمجھنے سے بہت سے آئینی اور قانونی مباحث قابلِ فہم نہیں رہتے۔

۴۔ قرآنِ حکیم سے استفادہ کی مطلوبہ صورت

اسلامی ریاست اپنے مزاج، اپنی ساخت، اپنی تشکیل اور اپنے مقاصد کے اعتبار سے جس بنیادی اصول پر کھڑی ہے اُسے علامہ محمد اسد نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

> "On the other hand, Islam makes it incumbent upon Muslims to subordinate their decisions to the guidance of the Divine Law revealed in the Qur'an and exemplified by the Prophet". [۸]

> اسلام مسلمانوں کے لیے یہ امر لازمی قرار دیتا ہے کہ وہ اپنے فیصلوں کو اُس آسمانی شریعت کے زیرِ نگیں رکھیں جو قرآنِ مجید میں نازل ہوئی اور جسے پیغمبر علیہ السلام نے عملی نمونہ کے ذریعے پیش کیا۔

ایک اور اہم نقطہ جو آئندہ بحث کے لیے مقدمہ کی حیثیت رکھتا ہے یہ ہے کہ قرآنِ مجید عالمِ غیب والشہادہ اور ربِ حکیم و خبیر کا نازل کردہ کلام ہے جس میں ابد تک کے تمام حالات، مسائل اور اشکال کا حل موجود ہے۔ قرآنِ مجید ابدی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اس میں ہر زمانے اور ہر طرح کے حالات کے لیے واضح، قابلِ عمل اور نتیجہ خیز رہنمائی موجود ہے لیکن بدقسمتی سے اہلِ اسلام نے اپنے معانی اور مفاہیم کے لحاظ سے قرآنِ پاک کو محدود اور مقید کر لیا ہے۔ یا تو صرف سابقہ تفاسیر اور محدود تاویلات کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے اور فکر کی نئی راہیں نہیں کھولی جاتیں یا پھر انتہائی غیر علمی رویہ اختیار کرتے ہوئے سارے تفسیری سرمائے کو یکسر نظر انداز کر کے اور پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور فعلی تشریحات سے بے نیاز ہو کر صرف قرآنِ حکیم کی آیاتِ بینات کے متن میں سے ایسے مطالب بر آمد کیے جاتے ہیں جو قرآنی تعلیمات سے انحراف کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ انمل اور بے جوڑ مطالب عہدِ جدید سے سطحی طور پر متاثر اِن نام نہاد اہلِ علم کی ناقص توجیہات کی بنا پر قرآن اور اسلام کے ساتھ ایک مذاق معلوم ہوتے ہیں۔ اقبال کے الفاظ میں یہ لوگ قرآن کے مطابق خود کو نہیں بدلتے بلکہ قرآن کو ہی بدل ڈالتے ہیں۔[۹] اس سلسلے میں اتباع

[۸]. Asad, Muhammad, "The Principles of State and Government in Islam", Dar Al-Andalus, (for Services Book Club), Gibraltar, ۱۹۸۶, P.۲۰

[۹]۔ اقبال، محمد، علامہ، متوفی ۱۳۵۷ھ، **کلیاتِ اقبال (ضرب کلیم)**، (لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۱۳)، ص: ۵۳۴

رسولؑ، راست روی، تحقیق، اعتدال اور توازن کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ دینِ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآنی تعلیمات میں انفرادی و اجتماعی ہر نوع کے مسائل کا حل موجود ہے۔ شاہ ولی اللہ کے مطابق تدبیرِ منزل سے لے کر سیاستِ مدن تک تمام معاملات کی رہنمائی قرآنِ مجید میں موجود ہے اور فقہا اس امر کے مکلف ہیں کہ اُن کی تفصیلات بیان کریں۔"[10]

ہم یا تو تدبرِ قرآن کے ذریعے مطلوبہ رہنمائی حاصل کر کے عہدِ حاضر کے مسائل کو حل کرنے کی سعی نہیں کرتے یا پھر خود کو صرف من مانی تعبیرات و تاویلات تک محدود کر لیتے ہیں۔ اس لیے ہم قرآنِ زندہ و حکیم کے ذریعے پستیوں سے نکلنے اور سیاسی، سماجی اور اقتصادی مشکلات کا حل تلاش کرنے میں اس کی تابندہ تعلیمات کی روشنی کے عملی استفادے سے محروم ہیں۔

علامہ اقبال لکھتے ہیں:

"The Quran is a book which emphasizes 'deed' rather than 'idea'."[11]

"قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو تصور پر نہیں بلکہ عمل پر زور دیتی ہے"۔

دراصل قرآنِ مجید اصول کی کتاب ہے۔ اس میں اصولی ہدایات اور رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ اس کی تشریح و توضیح سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی جو سنت و حدیث کی شکل میں محفوظ ہے۔ اسی لیے عبارۃ النص کے ساتھ ساتھ اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص اور تعبیرِ نص کے ذریعے قرآنی تعلیمات سے استفادہ کرنا لازم ٹھہرایا گیا ہے کیونکہ یہی ایک ایسے زندۂ جاوید ہدایت نامے کی آفاقی خصوصیت ہونی چاہیے جو ابد تک کے حالات اور مسائل کا احاطہ کرتا ہو۔ قرآن کی تعلیمات صرف علمی اور نظری نہیں ہیں بلکہ ان کا منتہا و مقصود انسان کے لیے انفرادی اور اجتماعی رہنمائی کے لئے ایک ایسا دستورِ عمل پیش کرنا ہے جو ذاتی، خاندانی، گروہی اور ریاستی و مملکتی، ہر سطح پر قرآن کے نظام کو نافذ کرنے میں کامل و موثر ذریعہ ثابت ہو۔

۱.۴. اسلامی ریاست کے آئین کی اساس و بنیاد قرآنِ حکیم ہے

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی آئین کی بنیادیں اُن عالمگیر اصولوں پر استوار ہیں جو ہمیں اس کتابِ حکیم کی منصوص آیاتِ محکمات سے ملتی ہیں۔ سید مودودی کے مطابق: "مسلمانوں کے لیے اصل سند اور حجّت قرآنِ پاک ہے۔ جو چیز قرآن کے خلاف ہے وہ ہرگز قابلِ اتباع نہیں"۔[12]

﴿ٱتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكُم مِّن رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَ﴾[13]

---

[10]۔ شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد، "**الفوز الکبیر فی اصول التفسیر**"، ص:۴

[11]. Iqbal, Muhammad, Allama, *"The Reconstruction of Religious Thought in Islam"*, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, ۱۹۷۵, Preface, P.iii

[12]۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، "**اسلامی ریاست**"، ص:۲۷۱-۲۷۲

"تمہارے رب کی طرف سے تم پر جو نازل کیا گیا ہے اُس کا اتباع کرو اور اُس کے علاوہ دوسرے چارہ سازوں کا اتباع نہ کرو"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ---------فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ...... فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ﴾[14]

اور جو خدا کی طرف سے اُتارے گئے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو یہی لوگ ہیں جو کافروں میں سے ہیں------یہی لوگ ہیں جو ظالموں میں سے ہیں---------یہی لوگ ہیں جو فاسقوں میں سے ہیں۔

ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"قرآنِ مجید اسلامی تصوّرِ ریاست کا سب سے پہلا ماخذ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین ہیں۔ یہ احکام و فرامین انسان کی پوری زندگی کے معاملات پر حاوی ہیں"۔[15]

۴.۲ تشکیلِ آئینِ ریاست کے لئے قرآنی اصول

عبد القادر عودہ اپنی تحقیق کا ماحصل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآنِ حکیم کے احکام دو طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ احکام ہیں جو عقائد کے بارے میں ہیں اور عبادات سے بحث کرتے ہیں۔ دوسری قسم کے احکام وہ ہیں جو ریاست و حکومت کے نظام اور اُمتِ مسلمہ کے نظم و ضبط کے بارے میں ہیں۔ دستور اور انتظامیہ سے متعلق احکام بھی اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔[16] ایک اصولی اسلامی ریاست کے لیے تشکیلِ آئین کے نازک مرحلے پر قرآنِ حکیم کی زریں تعلیمات کی روشنی میں جن راہنما اصولوں کو پیشِ نظر رکھنا لازم ہے اُن کا ذِکر ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

۴.۲.۱ حاکمیتِ الٰہی

پہلا اصول یہ ہے کہ مطاعِ حقیقی اور حاکمِ اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ پر صرف اُسی ذاتِ حکیم و عزیز اور قادرِ مطلق کا حق ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں: "پہلا اصول حاکمیتِ الٰہی ہے۔ اللہ کی یہ حاکمیت جس طرح کائناتی ہے اسی طرح سیاسی و قانونی بھی ہے اور اخلاقی و اعتقادی بھی"۔[17] قرآنِ حکیم کی آیتِ مبارکہ ہے:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ اللهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾[18]

---

[13] ۔ سورۃ الاعراف، ۷: ۳

[14] ۔ سورۃ المائدہ، ۵: ۴۴ تا ۴۷

[15] ۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، "**اسلامی ریاست**"، ص: ۲۷۲

[16] ۔ عودہ، عبد القادر، "**اسلام کا فوجداری قانون**"، ترجمہ ساجد الرحمٰن کاندھلوی، ج: ۱، ص ۲۲۶

[17] ۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، "**اسلامی ریاست**"، ص: ۳۶۵

"اور جو خدا کی طرف سے اُتارے گئے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو یہی لوگ ہیں جو کافروں میں سے ہیں"۔

اس آیت کی تفسیر میں ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ:"اللہ کی سیاسی اور قانونی حاکمیت کا یہ تصور اسلام کے اولین بنیادی اصولوں میں سے ہے"۔[19] اصل حقِ حکمرانی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ وہی حقیقی قادرِ مطلق (sovereign) ہے۔ اسلامی ریاست کے اداروں اور اُن کے ارباب بست و کشاد کے لیے واجب تعمیل صرف اللہ کی کتاب قرآنِ مجید اور سنتِ رسول ﷺ ہے۔ تمام دوسری تابعداریاں اور اطاعتیں ان دونوں کے تابع ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرسولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرسولَ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾[20]

"اے اہلِ ایمان! اللہ اور پیغمبرؐ کی پیروی اختیار کرو اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے اہلِ اقتدار ہیں۔ پس کسی چیز میں تمہارے مابین اختلاف ہو جائے تو اِسے خدا اور پیغمبرؐ کی جانب لوٹا دو، اگر تم خدا اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امر بھلائی پر مبنی ہے اور تاویل کے لحاظ سے بہترین ہے"۔

اس آیت میں بیان ہونے والی اصولی قرآنی ہدایت کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ اولی الامر کے لئے اصولِ اطاعت یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت ہر دوسری اطاعت پر مقدم ہے۔ سورۃ النساء کی اس آیت سے جو اہم دستوری ہدایات ملتی ہیں اُن کے مطابق مطاعِ حقیقی صرف اللہ اور اُس کے رسول ﷺ ہیں۔ اولی الامر صرف مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کا اپنے اولی الامر سے اختلاف پیدا ہو جائے تو آخری سند قرآن اور سُنت ہوں گے۔ بنیادی حقوق کی پاسداری اور اجتماعی عدل کا قیام اصولی اسلامی ریاست کے آئین کا لازمی حصہ ہیں۔ ان تمام اصولوں کا مقصد عوام الناس کی فلاح و بہبود ہے۔[21]

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لکھتے ہیں:

"وہ ریاستیں جو محدود وفاداریوں کے شعور پر مبنی معاشروں کے منظم ہونے سے وجود میں آتی ہیں ان کا طرزِ عمل دوسروں کی طرف عداوت و عناد کی نفسیات سے متعین ہوتا ہے اور ایسی تمام ریاستوں میں افراد اور افراد کے درمیان، عوام اور حکومت کے درمیان اور ایک ریاست اور دوسری ریاست کے درمیان مفادات کا تضاد اور حقوق کا تصادم برقرار رہتا ہے"۔[22]

---

[18] ۔ سورۃ المائدہ، ۵:۴۴

[19] ۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، "**اسلامی ریاست**"، ص:۳۶۶

[20] ۔ سورۃ النساء، ۴:۵۹

[21] ۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، "**اسلامی ریاست**"، ص:۳۸۲۔۳۸۶

۲۲۔ فاروقی، برہان احمد، متوفی ۱۴۱۶ھ، **قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل** (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۹ء)، ص:۱۲۲

۴.۲.۲. اطاعتِ رسولؐ

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں آئین سازی کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ اطاعتِ رسولؐ کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے کیونکہ قرآنِ مجید کی اصولی ہدایات اور اساسی رہنمائی کی جو تشریح و تبیین پیغمبر خدا ﷺ نے بطور شارع اور شارح عطا کی ہے، وہی واجب اطاعت ہے۔ قرآنِ حکیم میں واضح طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۔وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾[۲۳]

"اور جو کچھ تمہیں رسول اللہؐ عطا کریں وہ لے لو اور جس سے تم کو منع کریں اُس سے رُک جاؤ"۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾[۲۴]

"پس آپؐ کے پروردگار کی قسم وہ ہرگز ایمان لانے والوں میں سے نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ آپس کے اختلافات میں آپؐ کو فیصلہ کرنے والا تسلیم نہ کرلیں۔ اور پھر جو فیصلہ آپؐ کریں اُس پر دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور دل و جان سے سرِ تسلیم خم کر دیں۔"

یہ قرآنی احکامات کی تعمیل میں مدون ہونے والے آئین کی دوسری اساس ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں: "اس ریاست میں کتاب اللہ کے ساتھ رسولؐ کی سنتِ ثابتہ کو بھی ماخذِ قانون کی حیثیت حاصل ہو گی اور اس کی انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ میں کسی کو بھی سنت کے خلاف احکام دینے، قانون بنانے اور فیصلے کرنے کا اختیار نہ ہو گا"۔[۲۵]

اسی حقیقت کو مولانا امین احسن اصلاحی یوں بیان کرتے ہیں کہ "خدا کی اطاعت کی عملی شکل در حقیقت رسولؐ کی اطاعت ہی ہے۔ اس لیے کہ رسولؐ ہی ہے جو خدا کے نائب کی حیثیت سے خدا کے احکام و قوانین سے باخبر کرتا اور ان کی تنفیذ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں جہاں جہاں بھی اطیعو اللہ وارد ہے ساتھ ہی اطیعو الرسول کا بھی حکم ہے۔ اس وجہ سے خدا اور رسولؐ کے درمیان فرق کرنے کے لیے اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے"۔[۲۶]

۴.۲.۳. اسلامی ریاست کا مقصدِ وجود

اسلامی دستور کا تیسرا اہم بنیادی اصول ریاست و حکومت کا مقصدِ وجود ہے۔ یہ حکومت صرف داخلی امن و استحکام اور ملکی دفاع اور خوشحالی کے لئے قائم نہیں کی جاتی بلکہ اس کا مقصدِ وجود یہ ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم ہو، بھلائیوں کو فروغ ملے اور برائیوں کا تدارک ہو۔ امر

---

[۲۳]۔ سورۃ الحشر،۵۹:۷
[۲۴]۔ سورۃ النساء،۴:۶۵
[۲۵]۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، "**اسلامی ریاست**"، ص:۳۶۹
[۲۶]۔ اصلاحی، مولانا امین احسن، متوفی ۱۴۱۷ھ "**اسلامی ریاست**" (لاہور: دار التذکیر، ۲۰۰۶ء)، ص ۲۴

بالمعروف اور نہی عن المنکر وجودِ ریاست کے جواز کی اصل بنیاد ہیں۔ ایک مثالی ریاست کے فرائض اور ذمہ داریوں کے لیے قرآن ہی سب سے اہم ذریعہ رہنمائی ہے۔ امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "حضرت سہل بن عبد اللہ نے کہا: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سلطان پر اور علماء پر واجب ہیں۔ اور لوگوں پر واجب نہیں کہ وہ سلطان کو حکم دیں۔ کیونکہ یہ اس کے لیے لازم ہے اور اس پر واجب ہے۔ اور لوگ علماء کو حکم نہ دیں کیونکہ حجت ان پر ثابت ہو چکی ہے"۔[۲۷]

۴.۲.۴. اصولِ مشاورت

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں دستوری بنیادوں کا چوتھا اصول مشاورت کا اصول ہے جس کے مطابق تمام معاملات باہمی مشورے سے طے کیے جاتے ہیں اور کسی کو بھی اجتماعی امور میں مشورہ دینے یا رائے ظاہر کرنے سے روکا نہیں جاتا۔ باہمی مشورے کا یہ اصول آمریت، مطلق العنانیت اور ملوکیت کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ مشاورت کا یہ اصول صرف آئین سازی اور وضعِ قوانین کے عمل کا ہی نہیں بلکہ تمام ریاستی اداروں خصوصاً عدلیہ و انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے فرائض وافعال کا بھی احاطہ کرتا ہے۔ قرآنِ حکیم میں مشاورت کا اصول یوں بیان ہوا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾[۲۸]

"اور وہ لوگ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اُن کے معاملات باہمی مشاورت سے طے پاتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"۔

امرهم شورى بينهم سے متصلاً قبل **و اقاموا الصلوة** کا حکم اپنے اندر گہری معنویت رکھتا ہے۔ امین احسن اصلاحی رقم طراز ہیں:

"شوریٰ کا ذکر نماز کے پہلو بہ پہلو کر کے ایک طرف تو اس کی عظمت نمایاں فرمائی کہ دین میں اس کا کیا درجہ و مرتبہ ہے اور دوسری طرف اس کی تشکیل کی نوعیت بھی واضح فرما دی کہ اس میں امیر و مامور کے حقوق و فرائض کی صورت کیا ہو گی، کس طرح کے لوگ اس کی رکنیّت کے لیے موزوں ہوں گے، جماعت اور خلقِ خدا سے متعلق ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوں گی اور ان کی اصلی مسئولیّت کس کے آگے ہو گی"۔[۲۹]

جاوید احمد غامدی مشاورت اور شورائیت کو نظام حکومت اور امور مملکت کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ وہ سورۃ شوریٰ کی اس آیت کی روشنی میں حکمرانوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے مضمر احکامات کو بیان کرتے ہیں: "اور اُن کے معاملات باہمی مشاورت سے طے پاتے ہیں"۔ اُن کے نزدیک اللہ کے فرمان ﴿وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ میں امر کا لفظ اپنے سیاق و سباق کے اعتبار سے یہاں نظام کے معنوں میں آیا ہے لہٰذا اس سے مراد صرف حکم نہیں ہے۔ نظام کا لفظ محض ایک معاملے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ ہم اپنی زبان میں اسے وسیع تر معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے روز مرہ کے مطابق یہاں ہمارے نظم و ضبط کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ یہاں ضمیر غائب کے علاوہ کوئی اور لفظ اضافہ نہیں کیا گیا اس لیے یہ ہمارے نظام کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں وفاق، صوبہ، سیاست، معاشرت، آئین سازی، تقرری و

---

[۲۷] ۔ قرطبیؒ، محمد بن احمد بن ابو بکر، امام ابو عبد اللہ، "**تفسیر قرطبیؒ**"، مترجم: مولانا سیّد محمد اقبال شاہ گیلانی، ج:۶، ص:۳۹۷

[۲۸] ۔ سورۃ الشوریٰ، ۴۲:۳۸

[۲۹] ۔ اصلاحی، مولانا امین احسن، متوفی ۱۴۱۷ھ "**اسلامی ریاست**"، ص:۱۸۰

معزولی اور تمام اجتماعی معاملات شامل ہیں۔ یہ ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہت لفظ ہے۔ اُن کے الفاظ میں: "اسلام کے قانونِ سیاست میں نظمِ حکومت کی اساس یہی آیت ہے۔ سورۃ شوریٰ میں تین لفظوں کا یہ جملہ اپنے اندر جہانِ معنی سمیٹے ہوئے ہے"۔[۳۰]

ابنِ کثیر جیسے عظیم المرتبت مفسر کے نزدیک مشاورت کا عمل اسلامی ریاست میں وجوب کا درجہ رکھتا ہے۔ اس آیت کے تحت آمریت، ملوکیت، بادشاہت، ذاتی و خاندانی سلطنتیں اور استبدادی و جابرانہ طرز کی تمام حکومتیں خلافِ قانون قرار پاتی ہیں۔ کسی فردِ واحد کو ایسے لامحدود اختیارات قطعاً حاصل نہیں ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے وہ بلاروک ٹوک تن تنہا خود ریاستی اور حکومتی فیصلے صادر کرے۔ مشاورت کے ذریعے جو اکثریتی فیصلہ طے پائے گا وہی نافذ کیا جائے گا۔ مشاورت کا عمل محض خانہ پُری یا رسمی کارروائی کی غرض سے نہیں کیا جانا چاہیے۔ باہمی مشاورت کے بعد جو اجتماعی رائے قائم ہو جائے اُس کا اتباع اولی الامر پر بھی لازم ہے۔

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "ولی الامر جب مشورہ لے، اور کتاب اللہ، کتاب الرسول ﷺ اور اجماع سے حکم اور فیصلہ معلوم ہو جائے تو ولی الامر کا فرض ہے کہ اس کے خلاف کسی کی اتباع نہ کرے اگرچہ وہ دین و دنیا کا کتنا ہی بڑا امر اور معاملہ کیوں نہ ہو، غیر کی اتباع جائز نہیں ہے"۔[۳۱]

مشورہ دیتے ہوئے شوریٰ کے ارکان کو جہاں اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ وہ دین کے تقاضوں، قرآن کے احکامات اور اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق مخلصانہ مشورہ دیں، وہاں اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ہر معاملے میں ہر شخص بہتر مشورہ دینے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ جس مخصوص شعبے اور متعین معاملے میں مشاورت کی جا رہی ہو اُس کے تمام تر پہلوؤں اور جزئیات کے بارے میں مکمل علم رکھنا متعلقہ صاحبِ مشورہ پر لازم ہے۔ عہدِ جدید کی ریاست میں بہت سے شعبے ایسے ہیں جن کے لیے ایک خاص طرح کا تعلیمی اور پیشہ ورانہ پس منظر درکار ہے۔ یہ زمانہ تخصص (specialization) کا ہے۔ ہر شعبے کے اندر بھی بہت سے ایسے ذیلی شعبے ہوتے ہیں جن کے لیے خاص قسم کا علم اور ہنر مطلوب ہے۔ دراصل ریاست کے موجودہ نظام میں عوامی نمائندوں اور اراکینِ پارلیمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹیاں اسی لیے قائم کی جاتی ہیں کہ مخصوص شعبوں کے ماہرین اور اہلِ علم سے استفادہ کے ذریعے مشاورت کے عمل کو زیادہ سے زیادہ معنی خیز اور نتیجہ انگیز بنایا جا سکے۔

۴.۳ انتخاب کے قرآنی اصول

اسلامی دستور کی پانچویں قرآنی بنیاد صرف اُن حکمرانوں، ارکانِ پارلیمنٹ اور ریاستی عہدیداروں کے انتخاب کو یقینی بنانا ہے جو نظری، عملی اور اعتقادی اعتبار سے اس کے اہل ہوں۔ اسی اصول سے ریاست کے سربراہ اور اُس کی کابینہ کا انتخاب اور حکومت کے کلیدی عہدوں پر موزوں اور اہل افراد کے تقرر کا تعلق ہے۔ اسلام نے حکمرانوں کے انتخاب میں انتہائی احتیاط اور خوب تحقیق کرنے کی تاکید کی ہے۔ بنیادی مقصد دراصل ایسے افراد کا انتخاب ہے جو اُس عہدے یا منصب کے اہل ہوں۔ اگر نااہل افراد کو ایسے عہدوں پر براجمان کر دیا جائے جن کا تعلق براہِ راست عوام کے تحفظ اور فلاح سے ہے تو اس سے دو طرح کے نقصانات وجود میں آتے ہیں، ایک تو یہ کہ ایسا نااہل عہدیدار صلاحیت نہ ہونے کے سبب نظمِ

[۳۰]۔ غامدی، جاوید احمد، **"میزان"**، ص: ۴۹۲۔

[۳۱]۔ ابن تیمیہ، متوفی ۷۲۸ھ، **سیاست شرعیہ** (اُردو ترجمہ)، مولانا ابو العلا محمد اسمٰعیل گودھروی (کراچی: کلام کمپنی، بدوں تاریخ)، ص: ۲۸۳۔

حکومت میں خرابی پیدا کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ عوام کا تحفظ اور فلاح خطرے سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ حکمرانوں سے بد ظنی اور سرکشی، اور پھر فتنہ و فساد کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآنِ حکیم میں امراء کا انتخاب اہم معاملہ قرار دیا گیا ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی کے مطابق اسلامی ریاست کی حکومت دراصل خلافت ہے اور اس کا حامل پوری قوم ہوتی ہے، نہ کہ کوئی فردِ واحد اور اُس کا خاندان۔ یہی وہ "اصولِ انتخاب" ہے جس کے لئے قرآنی رہنمائی درجِ ذیل آیت میں موجود ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا﴾ [۳۲]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم امانتیں اہل افراد کے سپرد کر دو اور یہ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت عمدہ نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے"۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ"۔[۳۳]

"اُس آدمی کو اُس کی امانت لوٹا دو جس نے تمہیں کوئی امانت سونپی ہو۔ اور اگر کوئی تمہارے ساتھ خیانت کا ارتکاب کرے تو تم اُس کے ساتھ خیانت کا ارتکاب نہ کرو"۔

امام قرطبی فرماتے ہیں:

"یہ آیت اہم ترین احکام سے ہے۔ یہ اپنے ضمن میں دین و شرع کی تمام تفصیلات کی جامع ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے امراء کے لیے ہے۔ پھر بعد کے تمام امراء کو شامل ہے۔.........اس آیت میں ظاہر یہ ہے کہ یہ تمام لوگوں کو شامل ہے۔ یہ ولاۃ کو شامل ہے کہ ان کے پاس جو امانات ہیں انہیں تقسیم کرنے میں اور ظلم کو دور کرنے میں اور فیصلوں میں عدل کرنے میں امانت کا مظاہرہ کریں"۔[۳۴]

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"یہ حکم عام ہے اور ان تمام امانتوں کے لیے ہے جنہیں ادا کرنا انسان پر واجب ہے۔ خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، کفارہ، نذر سے ہو یا ان امور سے ہو جن کے بارے میں انسان کو امین بنایا گیا ہے"۔[۳۵]

سربراہِ حکومت اور ریاست کے اربابِ بست و کشاد کے لیے منتخب ہونے کے جو معیار قرآن و سنت نے مقرر کیے ہیں اُن میں تقویٰ، دیانت، امانت، قابلیت اور ہر دل عزیزی شامل ہیں۔ ان معیاروں کو آئین سازی کے مرحلے پر دستور کی دفعات میں سامنے رکھنا ہو گا اور انہی کی روشنی میں زمانے

---

[۳۲]۔ سورۃ النساء، ۴:۵۸
[۳۳]۔ اَبی داوٗد، "السنن"، کتاب الاجارۃ، بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مَنْ تَحْتَ يَدِهِ، الرقم: ۳۵۳۵
[۳۴]۔ قرطبی، محمد بن احمد بن ابو بکر، امام ابو عبد اللہ، "تفسیر قرطبی"، مترجم: مولانا سیّد محمد اقبال شاہ گیلانی، ج:۳، ص:۲۶۰
[۳۵]۔ ابن کثیر، عماد الدین، امام، "تفسیر ابن کثیر (اردو)"، مترجم: مولانا محمد خالد سیف، ج:۲، ص:۱۲۳

اور حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انتخاب کا طریقہ کار اور اہلیت کو طے کیا جائے گا۔ اصولی اعتبار سے اسلامی ریاست کا سربراہِ مملکت ایک مسلمان ہی ہو سکتا ہے کیونکہ جس نظریے اور جس عقیدے کا نفاذ اس ریاست کا مقصدِ وجود ہے اُس پر یقین کی حد تک ایمان نہ رکھنے والا کوئی حکمران اسے نافذ کرنے کی اہلیت سے محروم قرار پائے گا۔

۴.۴. حقوقِ شہریت کا تحفظ

اسلامی دستور کی بنیادوں میں سے ایک اہم بنیاد وہ اصول ہے جس کا تعلق شہریت اور اُس کے حقوق سے ہے۔ تمام باشندے ریاست کے یکساں معاشرتی و قانونی حقوق کے حامل شہری ہوں گے اور سب پر حقوق و فرائض دونوں کے لحاظ سے آئین اور قانون کا یکساں اطلاق ہو گا۔ بنیادی حقوق کا تحفظ اور عدلِ اجتماعی کا قیام وہ عناصر ہیں جن کو دفعات میں شامل کیے بغیر کوئی آئین نہیں بنایا جا سکتا۔ مسلمان شہریوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ بھی آئین کے مشمولات اہم حصہ ہونا چاہیے۔ اس میں معاہدین، مفتوحین اور اہلِ ذمہ تمام غیر مسلم شامل ہیں۔ قرآنِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾[۳۶]

"پھر اگر وہ توبہ کا راستہ اختیار کریں اور نمازیں قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان پر کوئی گرفت نہیں"۔

اسی سورہ مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾[۳۷]

"پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نمازیں قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے برادرانِ دین ہیں"۔

۵. ریاستِ مدینہ اور امن پر مبنی اولین دستوری میثاق

جہاں تک قرآن اور اسلام کی روشنی میں آئین کے خدوخال اور نفاذِ آئین کے عملی اظہار کا تعلق ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی۔ مدینہ کی اس مملکت میں مسلمان مہاجرین و انصار کے علاوہ یہودی اور مشرکین بھی آباد تھے۔ اس لحاظ سے یہ ایک مخلوط معاشرہ تھا جس میں عقیدہ اور نسل دونوں کا اختلاف موجود تھا۔ قرآن کی تعلیمات کے مطابق قائم ہونے والی یہ پہلی اسلامی ریاست اس لحاظ سے بھی تاریخ میں تقدم اور فوقیت رکھتی ہے کہ اسی ریاست میں میثاقِ مدینہ کی شکل میں ایک ایسا قابلِ قدر و قابلِ عمل آئین اور مثالی عمرانی معاہدہ وجود میں آیا جس کے ۵۰ سے زائد نکات آج بھی آئینی اور قانونی رہنمائی کے لئے روشنی کے مینار ہیں۔ جسٹس سید شمیم حسین قادری نے اس عظیم المرتبت دستوری خاکے کا ذکر کرتے ہوئے اسے ایک عظیم تاریخی پیش رفت قرار دیتے ہیں۔ "اس معاہدہ کی ہر دفعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ایسے مدبر اور ماہر قانون کا تیار شدہ ہے جو حالات کی جزئیات تک سے کلی طور پر واقف ہو۔.....میثاقِ مدینہ صرف

---

[۳۶] ۔ سورۃ التوبۃ:۹:۵

[۳۷] ۔ سورۃ التوبہ،۹:۱۱

اپنے زمانے ہی میں اہمیت کا حامل نہیں بلکہ آنے والے تمام مسلمان حکمرانوں کے لیے بھی اس میں رہنما اصول مہیا کیے گئے ہیں۔ یہ ضمیر کی آزادی کا پہلا جائز اور انسانیت کا اولین دستور ہے"۔[38]

اگرچہ جدید ریاست میں تشکیل پانے والے اور قانون سازی کے ایک خاص عمل سے گزر کر حتمی شکل اختیار کرنے والے آئین کے برعکس یہ میثاق چند اصولی اعلانات اور سادہ ضوابط پر مشتمل ہے لیکن اس کی ہر شق اور ہر دفعہ اپنے اندر وہ بنیادی ابدی ہدایات پنہاں رکھتی ہے جن کو بنیاد بنا کر دستوری حکمتِ عملی کے اصول بھی وضع کیے جاسکتے ہیں اور ریاست کے تمام اداروں کے لیے پالیسی سازی اور تزویراتی عملدرآمد کے لیے واضح رہنمائی بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے میثاقِ مدینہ کو دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

"اس تاریخی دستاویز کی خاص قابلِ ذکر اہمیت یہ ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا تحریر دستور "اُمی" شخص کے ہاتھوں وجود میں آتا ہے"۔[39]

میثاقِ مدینہ دراصل مدینہ کی شہری ریاست کے داخلی امن و استحکام اور خارجی دفاع کے لیے ایک ایسی دستاویز ہے جسے بجا طور پر ہمارے زمانے کا اولین دستوری خاکہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مزید لکھتے ہیں کہ:

"سب سے پہلے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ امن اور جنگ ناقابلِ تقسیم چیز ہو"۔[40]

میثاقِ مدینہ میں امن اور جنگ کا یہ حوالہ نہایت اہم ہے کیونکہ اس کے ذریعے مدینے کے رہنے والے تمام مسلم اور غیر مسلم شہریوں کو امن اور جنگ دونوں حالتوں میں ایک دوسرے کا رفیق اور شریک قرار دے دیا گیا ہے۔ اس پہلے دستوری میثاق میں تمام گروہوں کو ایک اُمت قرار دیا گیا اور اس طرح بین المذاہب ہم آہنگی اور کثیر الجہتی معاشرتی یگانگت کا ایک شاندار قانونی خاکہ مرتب کیا گیا۔

یوں عرب جیسے منتشر اور متفرق قبائلی معاشرے میں ایک باقاعدہ شہری ریاست کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ میثاقِ مدینہ کے مطابق یہ قرار دیا گیا:

"هَذَا كِتَابٌ مِنْ محمد النبي الأمي بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ ء-إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ--- وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ مَوَالِيهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَ أَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ "-[41]

"یہ دستوری دستاویز محمد پیغمبرِ اُمیؐ کی جانب سے ہے اور اس کی رُو سے قریش کے اہلِ ایمان و اہلِ اسلام اور یثرب کے مابین یہ طے پایا ہے کہ جو اِن کا اتباع کرتے ہوئے اِن کے اتحاد میں شامل ہوئے ہیں یا بعد میں شامل ہوئے ہیں ان کی معیت میں جدوجہد کریں گے۔ دیگر لوگوں کے مقابلے میں یہ ایک الگ سیاسی وحدت ہوں گے۔ بنو عوف کے یہود اہلِ اسلام کی رفاقت میں ایک امت قرار پاتے

---

[38]۔ قادری، شمیم حسین سید، جسٹس، "**اسلامی ریاست قرآن وسنت کی روشنی میں**" (لاہور: محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، س،ن)، ص:۱۳

[39]۔ حمید اللہ، محمد، "**خطابِ بہاولپور**"، ص:۲۰۴

[40]۔ حمید اللہ، محمد، "**خطابِ بہاولپور**"، ص:۲۰۵

[41]۔ ابن کثیر، أبو الفداء إسماعيل بن عمر القرشي البصري، متوفی ۷۷۴ھ، "**البداية والنهاية**" (بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء)، ج:۳، ص:۲۲۴

ہیں۔ یہود اپنے دین کی اور اہلِ اسلام اپنے دین کی پیروی کریں گے۔ آزاد ہو یا غلام، جو بھی زیادتی یا گناہ کا مرتکب ہو گا وہ اپنی جان اور خاندان کے سوا کسی کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا"۔

میثاقِ مدینہ کے تحت قائم کی گئی ریاستِ مدینہ نے شہریوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت فراہم کی۔ اس دستوری میثاق میں قانون کی حکمرانی کا تصور بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ رسولؐ اس ریاستی وحدت کے آئینی سربراہ تھے:

"وَإِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى محمد رسولؐ الله"[۴۲]

اگر مدینہ میں رہنے والے لوگوں کے مابین کوئی واقعہ رونما ہو یا اختلاف پیدا ہو جائے، جس سے فساد کا اندیشہ ہو، تو اس کو اللہ اور اس کے پیغمبرؐ کی طرف لوٹایا جائے گا۔

۶. حاصلِ کلام

آئین عہدِ حاضر کی جدید ریاست کی وہ بالاترین قانونی دستاویز ہے جو تمام حکومتی امور اور انتظامی معاملات میں مقننہ کے ذریعے منظور ہونے والے قوانین اور قواعد وضوابط کے لیے سرچشمہ ہدایت کی حیثیت رکھتا ہے۔ آئین شہریوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ یہ معاشرے کو منظم اور منضبط کرتا ہے اور ریاستی اداروں کے اختیارات اور ذمہ داریوں کے تعین کے ساتھ ساتھ مقتدر قوتوں کی طاقت اور صوابدیدی اختیارات پر نگرانی کے مؤثر ترین ذریعہ کا کام بھی دیتا ہے۔ قرآنِ حکیم اپنے نزول سے لے کر اس کائناتِ ارضی کے آخری لحۂ حیات تک ہدایت اور رہنمائی کا ابدی ذریعہ ہے۔ اس میں انسانیت کے ہر انفرادی اور اجتماعی مسئلے کا حل موجود ہے۔ فرد، خاندان اور معاشرہ سے لے کر ریاست تک ہر سطح پر قرآنی رہنمائی کے چراغ زندگی کے راستوں کو روشن اور تابناک بناتے ہیں۔ عہدِ حاضر کی اسلامی ریاست کے آئین کی اساس و بنیاد صرف اور صرف قرآنِ حکیم کی روشن تعلیمات اور تابناک ہدایات ہیں۔ آئین ریاست کی تشکیل کا اوّلین اصول حاکمیت الٰہی ہے۔ حکمرانی کا حق صرف خالقِ کائنات کو حاصل ہے۔ اسی کے احکامات اور فرامین آئینِ ریاست اور منشورِ سیاست کی بنیاد ہیں۔ حکومت، غلبہ اور اقتدار وہ امانتیں ہیں جو اہلِ اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی گئی ہیں۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اس امانت سے سبکدوش ہونے کی جو ہدایات عطا کی گئی ہیں اُن کا عملی نمونہ سیرت رسولؐ میں موجود و محفوظ ہے۔ اطاعتِ رسولؐ آئینِ ریاست کا دوسرا اہم ترین ستون ہے۔ فی الاصل حاکمیتِ الٰہی اور اطاعتِ رسولؐ ہی وہ اساسی مبادیات ہیں جن کی روشنی میں اطاعتِ امیر اور اتباعِ اولوالامر کے تحت نظمِ حکومت قائم کیا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست کا آئین مقصدِ ریاست کا آئینہ دار اور عکاس ہوتا ہے کیونکہ اقامتِ دین اور اعلائے کلمۂ الحق کے نصب العین اس اصولی ریاست کے لیے جوازِ وجود کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس آئین میں اصولِ مشاورت کو ریاست و حکومت کی ہر سطح، ہر شعبے اور ہر ادارے میں لازمی حیثیت میں ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے تاکہ شخصی اور گروہ اقتدار کے ہر امکان کا خاتمہ ہو جائے اور ہمہ گیر اجتماعی فیصلہ سازی کو رواج دیا جائے۔

انتخاب کا قرآنی اصول آئینِ ریاست کا ایک اہم جزو ہے۔ حکمرانوں، عوامی نمائندوں، ریاستی عہدیداروں اور حکومتی ذمہ داروں کا انتخاب اور تعیناتی صرف موزوں اور اہل افراد تک محدود ہوتی ہے۔ تعصّب، اقربا پروری، خویش نوازی اور سیاسی مصلحت پسندی اس معاملے میں راہ نہیں پا

[۴۲]۔ ابن کثیر، "البدایۃ والنھایۃ"، ج:۳، ص:۲۲۶

سکتے۔ حقوقِ شہریت کا تحفظ اسلامی ریاست کے آئین کی ایک اہم دستوری بنیاد ہے۔ مسلمان شہریوں کے ساتھ غیر مسلموں کے حقوق کا بھی اس نوع کے آئین میں خصوصی تحفظ کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی اور اس ریاست کے دستوری میثاق کو تشکیل دیا۔ میثاقِ مدینہ قرآن کی روشن تعلیمات اور اسلام کی حکیمانہ ہدایات کا شاندار آئینی مظہر ہے۔ یہ دستوری میثاق عہدِ جدید کی اسلامی ریاست کے لیے رہنمائی کے اصولی اور حکمتِ عملی کے خدوخال پیش کرتا ہے۔ کسی بھی اصولی اسلامی ریاست کے لیے لازم ہے کہ اُس کا آئین بیان کیے گئے تمام اوصاف کی روشنی میں قرآنی تعلیمات اور اُن پر مبنی سنتِ رسولؐ سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہو اور ریاست کے مسلمان شہریوں کی حقیقی اُمنگوں کا سچا ترجمان ہو۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر ریاست اور اُس کے قانون نافذ کرنے والے تحفظاتی اداروں کی پوری عمارت اُستوار ہوتی ہے۔ اگر اس بنیاد میں کجی رہ جائے تو ریاستی ڈھانچے کی عمارت آسمان تک بلند ہو جانے پر بھی ہمیشہ ٹیڑھی اور غیر مستحکم ہی رہے گی۔

کتابیات

دہلوی، سیّد احمد، مولوی، متوفی ۱۳۳۶ھ، **"فرہنگ آصفیہ"** (لاہور: مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، ۱۹۷۴ء)۔

أحمد بن محمد الخفاجي المصري، متوفی ۱۰۶۹ھ، **"شرح درة الغواص في أوهام الخواص"** (بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء)۔

اقبال، محمد، علامہ، متوفی ۱۳۵۷ھ، **کلیاتِ اقبال (ضرب کلیم)**، (لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۱۳)۔

فاروقی، برہان احمد، متوفی ۱۴۱۶ھ، **قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل** (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۹ء)۔

اصلاحی، مولانا امین احسن، متوفی ۱۴۱۷ھ **"اسلامی ریاست"** (لاہور: دار التذکیر، ۲۰۰۶ء)۔

ابن تیمیہ، متوفی ۷۲۸ھ، **سیاست شرعیہ** (اُردو ترجمہ)، مولانا ابو العلا محمد اسمعیل گودھروی (کراچی: کلام کمپنی، بدوں تاریخ)۔

قادری، شمیم حسین سید، جسٹس، **"اسلامی ریاست قرآن وسنت کی روشنی میں"** (لاہور: محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، س،ن)۔

ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر القرشي البصري، متوفی ۷۷۴ھ، **"البداية والنهاية"** (بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء)۔

The New Oxford American Dictionary, ۲nd edition, Oxford University Press, Oxford, ۲۰۰۵.

Lutz, Donald, S, "*Principles of Constitutional Design*", Cambridge University Press, Cambridge, ۲۰۰۶.

Gordon Scott, "*Controlling the State: Constitutionalism from Ancient Athens to Today*", Harvard University Press, Harvard ۱۹۹۴.

Asad, Muhammad, "*The Principles of State and Government in Islam*", Dar Al-Andalus, (for Services Book Club), Gibraltar, ۱۹۸۶.